

HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic & Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: <http://habibiaislamicus.com>

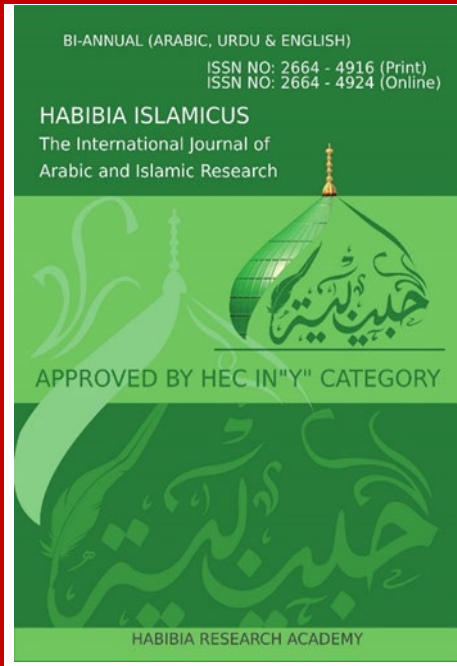
Approved by HEC in Y Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration
Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).



TOPIC:

(SHARIAH CLASSIFICATIONS OF TIME BEING SOLUTIONS (HIYAL) AND
BLOCKING THE MEANS (SADD AL DHARAI)
(A COMPARATIVE STUDY OF DIFFERENT SCHOOLS OF THOUGHT)

جیل اور سد الذرائع کی شرعی حیثیت (مذہب اربعہ کے حوالے سے تقابلی جائزہ)

AUTHORS:

- 1- Muhammad Awais Naeem, Research scholar M.Phil./Ph.D. Department of Qura'an and Sun'na, University of Karachi. Email ID: awaisnaeem727@gmail.com Orcid ID: <https://orcid.org/0000-0003-1835-6104>
- 2- Prof. Dr. Ubaid Ahmed Khan, Department of Usooluddin, University of Karachi. Email ID: drubaidahmedkhan@gmail.com
- 3- Dr. Muhammad Umar Farooq, Assistant Prof. Department of Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Quetta. Email; mufarooq111@gmail.com Orcid ID: <https://orcid.org/0000-0002-2428-4699>

How to Cite: Naeem, Muhammad Awais, Ubaid Ahmed Khan, and Muhammad Umar Farooq. 2021. "URDU 2 SHARIAH CLASSIFICATIONS OF TIME BEING SOLUTIONS (HIYAL) AND BLOCKING THE MEANS (SADD AL DHARAI) A COMPARATIVE STUDY OF FOUR SCHOOLS OF THOUGHT: (مذہب اربعہ کے حوالے سے تقابلی جائزہ)". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 5 (4):13-28.

<https://doi.org/10.47720/hi.2021.0504u02>.

URL: <https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/179>

Vol. 5, No.4 || October –December 2021 || P. 13-28

Published online: 2021-12-30

QR. Code



(SHARIAH CLASSIFICATIONS OF TIME BEING SOLUTIONS (HIYAL) AND
BLOCKING THE MEANS (SADD AL DHARAI)
(A COMPARATIVE STUDY OF DIFFERENT SCHOOLS OF THOUGHT)

حیل اور سد الذرائع کی شرعی حیثیت (مذہب اربعہ کے حوالے سے تقابلی جائزہ)

Muhammad Awais Naeem, Ubaid Ahmed Khan, Muhammad Umar Farooq,

ABSTRACT:

This paper is presenting the Shariah classifications of time being solutions (Hiyal) and Blocking the means (Sadd Al Dharai), it is also discussed that the time being solutions have very impactful history in Islamic financial times either it was the time of last prophet (PBUH) or before the start of Islam.

The paper also help to understand the actual meaning/situations of Hiyal and their applications as per the principals of Islamic Law of Contract, as discussed earlier there are always a Chunk of problems that can not be treated on the basis of normal way of Islamic financial regulations because there are a lot of situations/practical scenarios/financial issues that have very different and modern class as per today's updated World, so the need of time being solutions is always there to cater above needs and to make the way possible for the believers under the supreme guidelines of Islamic Shariah.

This write-up is also focused regarding main School of thoughts, Ahnaf, Malkia, Hanabila and Shafiah, it was tried that on best effort basis the time being solutions should be workable in all schools, therefore, conclusion of each segment is mentioned.

The second part of the paper contains the studies of Sadd Al Dharai, this is also very strong debate between Shariah Scholars that if the Shariah guidelines can be based on Sadd Al Dharai, the details were discussed in this paper considering the valued impact of the subject into day to day Shariah rulings.

Over all this effort will help the readers, researchers and followers to understand the actual situations of Hiyal and Sadd Al Dharai and to understand the current Islamic financial system and industry in sha Allah.

KEYWORDS: Time being solutions (Hiyal). Blocking the means (Sadd Al Dharai). Four schools of thought. Ahnaf. Malikiyyah. Shafiyyah. Hanabilah, Islamic Jurisprudence. Shari'ah.

حیل اور ذرائع کی اہمیت و تعارف: بیج کی صورتوں اور اس کے مسائل میں فقہی نقطہ نظر سے حیل اور ذرائع کا بہت عمل دخل ہے، چونکہ بازار میں رائج صورتیں یعنی اسی طرح نہیں ہوتیں جس طرح مفصل کتب شریعہ میں موجود ہوتی ہیں اس لئے بسا اوقات رائج صورت کو شرعی دائرہ میں داخل کرنے کے لئے کسی تدبیر سے کام لیا جاتا ہے، جو کہ شرعی طور پر حیلہ کہلاتی ہے، اسی طرح اہل عرف شرعی حیلہ اور عرفی حیلہ (حیلہ بہانہ) میں فرق بھی ملحوظ نہیں رکھ پاتے۔ نیز یہ بھی دقیق نظری کا کام ہے کہ کون سا کام گناہ کا وسیلہ یا ذریعہ بنتا ہے اور کس صورت میں بنتا ہے، اس میں بھی بہت خلط پایا جاتا ہے، اس لئے حیل و ذرائع سے بحث مذاہب اربعہ میں بہت اہمیت کی حامل ہے، خصوصاً عصر حاضر میں چونکہ اسکی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اس لئے اس پر مفصل بحث ناگزیر ہے۔

اولاً حیلہ اور ذریعہ کا جامع تعارف ذکر کیا جاتا ہے اس کے بعد حیلہ کے مسائل اور پھر ذریعہ کے مسائل و اباحت ذکر کی جائیں گی ان شاء اللہ۔
حیلہ: لغة: الخلق، وجوده النظر و القدرة على التصرف¹ معنی: مہارت، حسن تدبیر اور تصرف کرنے کی قدرت۔

حیلہ کے متعلق (المصباح المنیر، مادۃ: ح، و، ل) میں لکھا ہے: الحيلة الحذق في تدبير الامور، وهو تقليد الفكر حتى يهتدى الى المقصود۔ یعنی امور کی تدبیر میں مہارت کو حیلہ کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ فکر اور سوچ کو بدل دینا، تاکہ مقصود تک رسائی حاصل ہو جائے اور اس کا اکثر استعمال ایسے معاملات کے لیے ہوتا ہے جس میں خبث کی تعاطی ہو اور کبھی اس کا استعمال پر حکمت معاملے کے لیے بھی ہوتا ہے۔²

اصطلاحی تعریف: اصطلاحی معنی کے اعتبار سے فقہاء کرام حیلہ کو خاص معنی میں استعمال کرتے ہیں، لغوی معنی کی طرح نہیں لیتے، چنانچہ موسوعہ الفقہیہ میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے: فہی نوع مخصوص من العمل الذی يتحول به فاعله من حال الى حال الخ یعنی حیلہ عمل کی اس مخصوص قسم کا نام ہے جس کے ذریعے فاعل ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو جائے۔ پھر اس کا استعمال عرف میں ان مخفی طریقوں پر عمل کرنے کے لیے ہونے لگا جن کے ذریعے اس حیثیت سے غرض حاصل کی جاتی ہو کہ وہ غرض بغیر ذکاوت اور فطانت کے حاصل نہ کی جاسکتی ہو۔ یعنی حیلہ اس مخفی طریق کو کہا جاتا ہے جس کو ذکاوت کی بناء پر دریافت کیا جائے اور اس سے مقصود کا حصول آسان ہو جائے۔

مولانا مجاہد الاسلام قاسمی حیلہ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اس کا لغوی معنی مکر اور خداع ہے اور یہ محمود بھی ہوتا ہے اور مذموم بھی، اگر فاعل کا مایقظیہ الظاہر کے خلاف کرنے کا ارادہ ہو تو یہ مذموم ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”المکر والخداع فی النار“ اور اگر فاعل کا ارادہ کسی مصلحت شرعیہ کی تحقیق کا ہو تو یہ محمود ہے، اس میں کوئی قبح نہیں ہے، لما قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا﴾³

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی مصلحت شرعیہ کی تحقیق کرتے ہوئے کوئی مخفی طریق دریافت کیا جائے اور اس سے مقصود کا حصول آسان ہو جائے تو اسے شرعی حیلہ کہا جاسکتا ہے۔

”الذریعۃ“ لغوی معنی کے اعتبار سے ذریعہ کا معنی وسیلہ کا ہے، ہر وہ طریقہ جس کو کسی چیز تک پہنچنے کا وسیلہ بنایا جائے، لہذا اس کو ذریعہ کہہ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد محمد المقری اس کی اصطلاحی تعریف یوں کرتے ہیں: کل ما يتخذ وسيلة لشيء آخر، بصرف النظر عن كون الوسيلة او المتوسل اليه مقيدا بوصف الجواز او المنع۔ یعنی ذریعہ ہر اس چیز کو کہا جائے گا جو کسی دوسری چیز تک پہنچنے کا وسیلہ ہو قطع نظر اس بات کے کہ متوسل الیہ کام جائز ہے یا ناجائز، ذریعہ کا اطلاق دونوں صورتوں پر ہوتا ہے۔

اسی طرح علامہ الباجی ذرائع کے بارے میں لکھتے ہیں: الذرائع هي المسئلة التي ظاهرها الاباحة و يتوسل بها الى فعل محظور۔⁴ ترجمہ: ذرائع وہ مسائل ہیں جو کہ ظاہری طور پر جائز ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ناجائز امور کا سبب بنتے ہیں۔

علامہ ابن رشد مقدمات میں لکھتے ہیں: الذرائع ہی الاشیاء التي ظاهرها الاباحة ويتوسل بها الى فعل محظور.⁵ ترجمہ: ذرائع وہ مسائل ہیں جو کہ ظاہری طور پر جائز ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ناجائز امور کا سبب بنتے ہیں۔

علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے: الذریعة عبارة عن امر غير ممنوع لنفسه، يخاف من ارتكابه الوقوع في ممنوع.⁶ ترجمہ: ذریعہ ایسے امر کو کہا جاتا ہے جو فی نفسہ تو ممنوع نہیں ہوتا البتہ اس سے ممنوع امر کے ارتکاب کا اندیشہ رہتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے: الذریعة ما كان وسيلة و طريقا الى الشيء، لكنها صارت في عرف الفقهاء، عبارة عما افترضت الى فعل محرم. ترجمہ: ذریعہ ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی دوسری چیز تک پہنچنے کا وسیلہ ہو، البتہ فقہاء کرامؒ کے عرف ایسے معاملے کو کہا جاتا ہے جو فعل حرام تک لے جانے والا ہو۔

علامہ شاطبیؒ نے لکھا ہے: حقيقة الذرائع: التوسل بما هو مصلحة الى مفسدة. ⁷ ترجمہ: ذرائع کی حقیقت دراصل کسی فاسد امر تک پہنچانے۔ ماقبل میں ذکر کردہ تمام عبارتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ذرائع وہ امور ہیں جو بظاہر اور بذاتہ جائز ہوتے ہیں، ان کو محرم اور ممنوع امور تک پہنچنے کا وسیلہ بنایا جاتا ہے، اس کے بارے میں مزید تفصیل حیل کی بحث کے بعد آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حیلوں اور ذرائع میں تقابل: جیسا کہ ذکر ہوا کہ حیلوں سے مقصود بھی یا تو حکمت شرعیہ اور تحقیق شرعی ہوتی ہے یا پھر مفسدہ ہوتا ہے، اس طرح ذرائع کا بھی ہیں، اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں، حیلہ اور ذریعہ کئی صورتوں میں ایک جیسے ہیں اور کئی صورتوں میں مختلف بھی ہیں، جیسا کہ اس کی تفصیل مجلہ مجمع فقہ الاسلامی⁸ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد کے حوالے سے ایک بنیادی یہ فرق بیان کیا گیا ہے کہ ذریعہ میں نیت سے تعرض نہیں ہوتا، جبکہ حیلہ میں نیت کو دیکھا جاتا ہے جو مقصود ہو، اس کا حکم لگتا ہے۔

مذہب اربعہ کی روشنی میں حیلوں کی شرعی حیثیت:

حیلے کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ حیلہ کسی ناجائز اور حرام چیز کو جائز کرنے کے لئے ہوتا ہے اور وہ صرف ظاہری تبدیلی ہوتی ہے حقیقتاً اس میں اور حرام صورت میں کوئی فرق نہیں ہوتا، یہ نظریہ سراسر غلط اور باطل ہے، حقیقت یہ ہے کہ بنیادی طور پر حیلہ خلاصی کا ایک راستہ ہے، پھر چاہے وہ خلاصی حلال طریقے سے حلال مقصد کے لئے ہو یا حرام طریقے سے حرام مقصد کے لئے ہو دونوں مختلف چیزیں ہیں، اس لئے دونوں کے مختلف احکام ہیں، اور کتب فقہ میں دونوں قسم کے حیلوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم مختصر اَدونوں قسموں کے حیلوں کا تذکرہ فقہ حنفی کی روشنی میں کرتے ہیں، جنکو ہم مذموم اور مباح حیلوں کے نام سے ذکر کریں گے:

مذموم حیلے: بعض حیلے ایسے ہوتے ہیں کہ ظاہر ایک مباح عمل نظر آتے ہیں، لیکن درحقیقت ان میں شریعت کے کسی حکم کا ابطال مقصود ہوتا ہے یا اس میں لوگوں پر ظلم پایا جاتا ہے یا پھر کسی باطل نظریے یا کام کی ترویج مقصود ہوتی ہے، غرض یہ کہ ظاہر اوہ کام حلال اور مباح نظر آتا ہے، لیکن درحقیقت وہ اسلامی تعلیمات کے مخالف ہوتا ہے، اسی وجہ سے ایسے حیلے کرنا شرعاً مذموم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم میں اصحاب السبت پر عذاب کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی وجہ یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ”مینچر کے دن مچھلیوں کا شکار حرام کیا تھا اور قرآن میں ہے کہ ان کی آزمائش کے لئے“ مینچر ہی کو مچھلیاں بہت آتی تھیں لہذا انہوں نے یہ حیلہ کیا کہ جال ڈال کر مچھلیاں قید کر لیتے اور ”مینچر کا دن گزر جانے کے بعد اسے پکڑ لیتے یہ بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی تھی اس لئے شریعت نے ایسے حیلے کو مذموم قرار دیا اور ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو⁹۔

اسی طرح ”صحیح بخاری شریف میں ہے: ”لعن الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فجملوهما فباعوها“¹⁰ اس میں یہودیوں پر لعنت فرمائی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی تھی اور انہوں نے پگھلا کر بیچنا شروع کر دی، جو کہ اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کے خلاف ہے اس لئے ان کے اس مذموم حیلے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کی گئی۔

اسی طرح اسقاط شفعہ کے بارے میں بدائع الصنائع میں مذکور ہے: ”واما الكلام فى كراهية الحيلة للاسقاط وعدمها... فان كانت بعد الوجوب قيل انها مكروية بلا خلاف“¹¹

مذکورہ بالا عبارت میں اگر شفعہ ثابت ہو جائے اور اس کے بعد اسقاط شفعہ کا کوئی حیلہ کیا جائے تو اسے فقہائے کرام نے مکروہ لکھا ہے، اس کی وجہ یہی بیان فرمائی ہے کہ اس میں کسی کا حق ثابت ہو جانے کے بعد ابطال حق غیر لازم آ رہا ہے، اس لیے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مباح حیلے: بعض حیلے ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر بھی درست ہوتے ہیں اور وہ اس وجہ سے اختیار کئے جاتے ہیں، تاکہ کسی شرعی حکم کا ابطال نہ ہو یا پھر ان کے ذریعے حرام سے بچنا مقصود ہوتا ہے یا اس لیے اختیار کئے جاتے ہیں کہ کسی کا حق ضائع نہ ہو، اس طرح کے حیلوں میں ہرگز ابطال شرع مقصود نہیں ہوتا، بلکہ ابطال شرع سے بچنے کے لیے ہی انہیں اختیار کیا جاتا ہے، ان حیلوں کے دلائل قرآن و سنت میں موجود ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُثْ﴾¹²

جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ کو سو چھڑیاں مارنے کی قسم کھالی تھی تو اللہ تعالیٰ کی تعریف سے انہیں اس قسم سے نکلنے کا راستہ بتایا گیا کہ ایک دفعہ میں سب چھڑیاں لے کر مارو، اس طرح حنث سے بچ جاؤ گے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس پر عمل کیا، اس طرح وہ اپنی بیوی کو ضرر پہنچانے کے مرتکب بھی نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم سے بھی بری ہو گئے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ استعمل رجلاً علی خیبر فجاء بتمر جنب فقال... الخ

اس روایت میں آنحضرت ﷺ نے کھجور لانے والے صحابی سے پوچھا کہ کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ تو جواب میں انہوں نے عرض کیا ہم دو صاع کے بدلے ایک صاع یا تین صاع کے بدلے دو صاع کھجوروں کا تبادلہ کرتے ہیں، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو، بلکہ پہلے تمام کھجوروں کو دراہم کے بدلے میں بیچ دیا کرو اور پھر دراہم کے عوض دوسری کھجوریں خرید لیا کرو۔

اس حدیث مبارکہ میں آنحضرت ﷺ نے حرام سے بچنے کا راستہ بتایا اور پھر صحابی نے اس حرام سے بچنے کے لیے وہ راستہ اختیار فرمایا، اسی کو حیلہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے مقام پر حیلوں کے جواز کے دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ مطلقاً حیلہ مذموم نہیں، بلکہ حیلہ تو دراصل اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا ایک متوسط راستہ ہے، البتہ وہ حیلہ ممنوع ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اختیار کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے حیلوں کو مطلقاً ممنوع قرار نہیں دیا اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ نے فقہی اعتبار سے ان کی مندرجہ ذیل تین قسمیں بیان کی ہیں:

پہلی قسم: وہ حیلے جن کا کرنا ناجائز ہے اور اگر کوئی کرے تو ان کا وہ اثر شرعاً ظاہر نہیں ہوتا جو ان حیلوں سے مقصود ہوتا ہے۔ یہ دو صورتوں میں ہوتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت میں کوئی تبدیل لائے بغیر حیلے کے طور پر صرف اس کی ظاہری صورت بدل دی گئی ہو، اس کی مثال اوپر گزری ہے کہ یہودیوں کے لئے چربی حرام کی گئی تھی لیکن انہوں نے پگھلا کر بیچنا شروع کر دی حالانکہ پگھلانے سے چربی کی حقیقت نہیں بدلی۔ اور پگھلانے سے ان کا مقصد چونکہ حلال کرنا تھا، یہاں وہ مقصد بھی حاصل نہ ہوا۔

حنفیہ کے قول کے مطابق اس کی مثال یہ ہے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: لا یجمع بین مُتَفَرِّقٍ، ولا یُفَرِّقُ بین مجتمعٍ خشية الصدقة¹³ یعنی دو افراد کے قابلِ زکوٰۃ جانور اگر یکجا ہیں تو انہیں زکوٰۃ زیادہ ہو جانے کے خوف سے علیحدہ نہ کرو اور اگر الگ الگ ہیں تو انہیں زکوٰۃ زیادہ ہو جانے کی وجہ سے یکجا نہ کرو۔

یہاں پر زکوٰۃ سے بچنے کے لئے کئے جانے والے حیلے سے منع کیا گیا ہے لہذا حنفیہ کے مطابق ایسا کرنا ناجائز بھی ہے اور اگر کوئی ایسا کر لے تو اس سے زکوٰۃ بھی کم نہیں ہوگی۔ یعنی جس مقصد کے لئے وہ یہ کام کر رہا ہے اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہوگا۔

اور اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسی معاملے کی صرف صورت نہیں بلکہ حقیقت بھی بدل دی جائے، لیکن اس کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا، وہ بذاتِ خود ایسا تھا کہ اس سے شرعاً مطلوبہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص کا زکوٰۃ کا سال پورا ہونے لگے اور وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے سال پورا ہونے سے پہلے اپنا قابلِ زکوٰۃ مال اپنی بیوی کو ہبہ کر دے، لیکن اس کا قبضہ نہ دے، اس میں اول تو اس کا عمل ہی جائز نہیں اور وہ زکوٰۃ سے فرار اختیار کرنے کی وجہ سے وہ گناہگار ہوگا۔ اور دوسری طرف قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے چونکہ ہبہ ہی صحیح نہ ہوا اس لئے حیلے کا مقصود بھی حاصل نہ ہوگا۔

دوسری قسم: حیلوں کی دوسری قسم وہ ہے جہاں حیلے کرنے والے کو اس کی بدینتی کا گناہ ملتا ہے لیکن اس نے جو حیلہ اختیار کیا ہے اس کی وجہ سے اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے اور مقصود بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یہی زکوٰۃ والی ہے اگر اس میں ہبہ کرنے کے بعد قبضہ بھی دیدے تو بدینتی کی وجہ سے گناہگار ہوگا لیکن اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

تیسری قسم: حیلہ کی تیسری قسم وہ ہے جہاں حیلہ کرنا گناہ بھی نہیں ہوتا اور اس حیلے کا شرعی اثر بھی ظاہر ہو جاتا ہے، یعنی جس مقصد کے لئے حیلہ کیا جا رہا ہے وہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے، اس کی مثال جیسا کہ اوپر روایت ذکر کی گئی جس میں حضور ﷺ نے صحابیؓ کو کھجوروں کی

خرید و فروخت کے متعلق حیلے کی تلقین فرمائی، اور فقہاء کرام نے مختلف ابواب میں کسی کراہت کے بغیر جو حیلے ذکر فرمائے ہیں وہ عموماً اسی قسم میں داخل ہیں¹⁴۔

شوافع کے ہاں حیلوں کا حکم:

شوافع بھی احناف کی طرح حیلوں کو مطلقاً ممنوع نہیں مانتے بلکہ بعض اوقات ممنوع اور بعض اوقات جواز کا قول کرتے ہیں، اور ان کے ہاں بھی حیلے کے جائز یا ناجائز ہونے کا مدار اس کے محرک پر ہے، چنانچہ اگر اسقاطِ حق یا خلافِ حکم وغیرہ کے لئے حیلہ کیا جائے تو شوافع اسے ممنوع شمار کرتے ہیں اور مختلف مقامات پر اس کا مختلف حکم لگاتے ہیں، کبھی وہ مکروہ تحریمی، کبھی حرام اور مکروہ تنزیہی ہوتا ہے۔

اور اگر اسقاطِ حق کے لئے نہ ہو یا ابطالِ حکم نہ پایا جا رہا ہو تو اس صورت میں شوافع بھی احناف کی طرح حیلوں کے جواز کے قائل ہیں، البتہ چونکہ شوافع اکثر ظاہر پر مدار رکھتے ہیں اس لئے ان کے مذہب میں احناف سے زیادہ وسعت ہے جو کہ مقام کے اعتبار سے ظاہر ہوتی ہے۔ ذیل میں شوافع کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں جن سے مذکورہ بالا تفصیل کی تائید ہوتی ہے: (قَوْلُهُ وَيَمْتَنِعُ اخْذُ الْجَهْلِ ثَمْنٍ) وَهَذَا مِنْ الْحَيْلِ الْمُسْقِطَةِ لِلشُّفْعَةِ وَهِيَ مَكْرُوهَةٌ قَبْلَ الثُّبُوتِ وَبَعْدَهُ حَرَامٌ عَلَى الرَّاجِحِ اه۔¹⁵

اس عبارت میں اسقاطِ شفعتہ کے ایک حیلے کے متعلق فرمایا گیا ہے اور اس کا حکم اگر قبل ثبوتِ شفعتہ ہو تو مکروہ اور بعد ثبوتِ شفعتہ ہو تو حرام لکھا ہے۔ اُن من احتال لأمر باطل بوجه من وجوه الحيل، حتى يصير حقاً له في الظاهر ويحكم له به، فإنه لا يحل له تناوله في الباطن، ولا يرتفع عنه الإثم بالحكم۔¹⁶ اس عبارت میں امر باطل کے ذریعے کئے گئے حیلے کا بیان ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اگر ظاہر اوہ جائز ہو بھی جائے تب بھی اس کا گناہ باقی رہتا ہے کامر قول الاحناف۔ (قَوْلُهُ: لِمَنْ حَصَرَ الْكَرَاهَةَ بِالْحَيْلِ) وَافَقَهُ فِي فَتْحِ الْمُبِينِ عِبَارَتُهُ مِنْهَا أَيُّ أَدِلَّةِ جَوَازِ الْحَيْلِ حَدِيثُ خَيْرِ الْمَشْهُورِ وَهُوَ «بِعَ الْجَمْعِ بِالذَّرَاهِمِ ثُمَّ اشْتَرِ بِهَا جَنِينًا وَإِنَّمَا أَمَرَهُمْ بِذَلِكَ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَبِيعُونَ الصَّاعَيْنِ مِنْ هَذَا الصَّاعِ مِنْ ذَلِكَ فَعَلَّمَهُمُ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الْحَيْلَةَ الْمَانِعَةَ مِنَ الرِّبَا»۔۔۔ فَعَلِمَ أَنَّ كُلَّ مَا قُصِدَ التَّوَصُّلُ إِلَيْهِ مِنْ حَيْثُ ذَاتُهُ لَا مِنْ حَيْثُ كَوْنُهُ حَرَامًا جَازَ بِلَا كَرَاهَةٍ وَإِلَّا كَرِهَ إِلَّا أَنْ تَحْرِمَ طَرِيقُهُ فَيَحْرَمَ اه۔¹⁷

اس عبارت میں حیلوں کے متعلق تفصیلی حکم بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے اگر کسی جائز چیز کے لئے جائز طریقے سے حیلہ کیا جائے تو یہ جائز ہے اور اگر ناجائز طریقے سے حیلہ کیا جائے تو حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا احناف اور شوافع کا مذہب حیلوں کے متعلق ملتا جلتا ہے اس میں کوئی خاص عمومی فرق نہیں ہے، البتہ بعض جگہ جزوی فرق ہے۔

حنابلہ کے ہاں حیلوں کا حکم:

المعنى لابن قدامة میں ہے: فصل : والحيل كلها محرمة غير جائزة في شيء من الدين وهو أن يظهر مباحا يريد به محرما مخادعا وتوسلا إلى فعل ما حرم الله واستباحة محظوراته أو إسقاط واجب أو دفع حق ونحو ذلك۔¹⁸ ترجمہ: اور حیلے تمام کے تمام دین میں

حرام ہیں، اس طرح کی کوئی جائز چیز نہیں ہے، اور حیلہ کی حقیقت یہ ہے کہ ظاہر اوہ عقد مباح ہوتا ہے اور اس سے اللہ کے کسی حرام کردہ کام کو حلال کرنا، اس کی ممنوعات میں کسی کو مباح کرنا، یا کسی واجب کو ساقط کرنا یا کسی کے حق کو دفع کرنا وغیرہ مقصود ہوتا ہے۔

اسی طرح علامہ زرکشی لکھتے ہیں: ”ہذه قاعدة لنا ان الحيل كلها لاسقاط الواجب أو لارتكاب محرم باطله.“¹⁹

علامہ بہوتی شرح منتهی الارادات میں فرماتے ہیں: ويحرم الاحتيال على اسقاطها (ای الشفعة) لما تقدم من تحريم الحيل كلها.²⁰ مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے ہاں مطلقاً حیل جائز نہیں، اس کے بہت سے دلیلیں انہوں نے دی ہیں جو کہ المغنی میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ اس کے علاوہ ”اعلام الموقعين عن رب العالمين“ میں علامہ ابن القیم الجوزی نے بھی بہت عمدہ طریقے سے حنابلہ کے مسلک کی ترجمانی کی ہے، ملاحظہ ہو۔²¹

مالکیہ کے ہاں حیلوں کا حکم: مالکیہ میں سے علامہ شاطبی نے ”الموافقات“ میں حیلوں کے بارے میں مالکی نقطہ نظر بیان فرمانے کے بعد حیلوں کو تین قسموں میں بیان کیا ہے:

پہلی قسم: لا خلاف فی بطلانہ، کحیل المنافقین و المرائین۔ یہی وہ حیل جن کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں، جو بالاجماع باطل ہیں، جیسے منافقین وغیرہ کے حیل کہ احکام شرعیہ پر عمل نہ کرنے کے لیے بہانے تراشتے تھے۔

دوسری قسم: لا خلاف فی جوازہ، کالنطق بکلمة الکفر اکراها علیہا۔

دوسری قسم وہ حیل جن کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے، جیسے کلمہ کفر کہنے پر اگر اکراہ پایا جائے تو زبان سے کلمہ کفر کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

تیسری قسم: ہو محل الاشکال والغموض وفيه اضطربت انظار النظائر من جهة أنه لم يتبين فيه لدليل واضح قطعی ولحاقہ بالقسم الاول او الثانى، و لا تبين فيه للشارع مقصد يتفق على انه مقصود له، و الأظهر أنه على خلاف المصلحة التي وضعت لها الشريعة بحسب المسئلة المفروضة۔۔۔ الخ

علامہ شاطبی فرماتے ہیں کہ تیسری قسم وہ ہے جس کے اندر کوئی واضح قطعی دلیل نہ ہو جس کی بناء پر اس کو پہلی دو قسموں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملحق کیا جائے، اسی طرح اس میں کوئی ایسا مقصد واضح نہ ہو سکے جس پر اتفاق ہو کہ شارع کا یہی مقصود ہے اور اس میں یہ بھی ظاہر نہ ہو سکے، یہ خلاف مصلحت ہے یا نہیں۔

یہی صورت مختلف فیہ اسی میں متفکرین کے افکار مختلف ہوئے ہیں، اس کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ شاطبی لکھتے ہیں کہ چونکہ ایسے حیل کے اندر شارع کا واضح مقصد معلوم نہیں ہوتا ہے، اس لیے اگر ان حیل کو جائز نہیں ہو تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے ناجائز کو جائز قرار دیا ہے، کیونکہ شارع کا مقصد معلوم نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ مجیز کو شارع کی طرف سے کوئی ایسی حکمت نظر آئی ہو جو کہ شارع کے قریب ہو، اس لیے اس نے وہ حیل جائز قرار دیئے ہوں، اس کی مثال جیسے نکاح المحلل اور بیوع الآجال کے مسائل ہیں۔

بیوع الآجال کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بیوع الآجال ایک درہم نقد کی بیع دودرہم کے ادھار کے بدلے میں ہے، لیکن یہاں پر دو عقد تام ہو رہے اور ظاہر ادونوں میں سے ہر ایک عقد کے احکام دوسرے سے جدا ہیں، لیکن اگر اول عقد سے مقصود ثانی عقد ہو تو اس صورت میں صیغہ عقد دوسرے کے لیے وسیلہ بنے گا اور وسائل شرعاً مقصود ہوتے ہیں، جب تک ان کے منع پر کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے، لہذا اس اعتبار سے دیکھیں تو یہ عقد درست ہے۔

او آپ ﷺ نے اسی طرح کے عقد کے بارے میں وسیلہ بھی بتایا ہے، چنانچہ جنیب کھجوروں کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ”بع الجمع بالذنانیر، ثم ابتع بالدرہم۔“²² اور اس میں مصلحت یہ ہے کہ بیع کو جلب منفعت کے لیے مشروع کیا گیا ہے، لہذا قواعد شرعیہ کے مطابق اس کو حرام نہیں ہونا چاہیے اور اس کی مصلحت میں کوئی مناقضہ بھی نہیں، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو بیوع الآجال کو جائز کہنے والے کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے شریعت کے خلاف کام کیا ہے، اسی وجہ سے علامہ شاطبیؒ نے ان بیوع کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ علامہ شاطبیؒ کی یہ رائے مالکی مذہب سے ذرا مختلف ہے لیکن چونکہ اعتدال والی ہے اس لئے اسے ہی لیا گیا ہے، اس کے علاوہ تفصیل انہوں نے خود اپنی کتاب میں ذکر کر دی ہے۔²³

خلاصہ بحث: جیسا کہ ماقبل تفصیل سے واضح ہوا کہ تین مذاہب: حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ کے ہاں حیلہ کی جائز اور ناجائز دونوں صورتیں ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان تین مذاہب میں حیلہ کی گنجائش ہے جس کو ان میں جائز حیلے سے تفسیر کیا جاتا ہے اور مقصد شریعت، خفیہ مصلحت اور دفع مضرت کے لیے یہ حیلہ اختیار کئے جائیں تو ان میں کوئی حرج نہیں کما مرنی سابق۔

صرف حنابلہ کا مذہب ایسا ہے جس میں حیلوں کو مطلقاً حرام لکھا گیا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو ان حضرات نے حیلوں کی حرمت کی جو وجوہات بیان فرمائی ہیں، وہ ساری وجوہات اگر پائی جائیں، جیسے حلال کو حرام کرنا، غیر مباح کو مباح کرنا، کسی کا حق ضبط کرنا یا کسی کا حق ادا کرنے سے بچنا وغیرہ، ان سب وجوہات کا اگر دیگر تینوں مذاہب کے حوالے سے تجزیہ کیا جائے تو جس حیلے میں ان میں سے کوئی وجہ پائی جائے تینوں مذاہب میں بھی وہی حیلہ کرنا شرعاً جائز نہیں رہتا اور اس کو ”حیلۃ محرمة“ میں داخل کیا جاتا ہے، البتہ اس کے علاوہ دیگر جگہوں میں جہاں کوئی وجہ وجوہ مذکورہ میں حصے نہ پائی جائے، دیگر مذاہب حیل کو جائز کہتے ہیں اور حنابلہ کا مذہب اس بارے میں خاموش ہے، بلکہ سختی کرتے ہوئے مطلقاً یہ فرمایا گیا ہے کہ کوئی حیلہ جائز نہیں، کیوں کہ اس میں فلاں فلاں خرابی پائی جاتی ہے، لیکن اگر خرابی نہ پائی جائے تو پھر حنابلہ کے مذہب میں بھی حیلہ جائز ہونے کی گنجائش ہونی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

”مذاہب اربعہ میں سد الذرائع کا حکم“

سد الذرائع کا مفہوم: سد الذرائع کا مطلب یہ ہے کہ وہ اشیاء جو کہ ظاہر اباحت کے درجے میں ہوں، لیکن ان کو امر ممنوع و مخطور تک پہنچنے کے لیے وسیلہ بنایا جائے، ایسی اشیاء پر پابندی لگانا وغیرہ ”سد الذرائع“ کہلاتا ہے۔²⁴

حکم: فقہاء کرامؒ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سد الذرائع کا اعتبار مستقل فقہی دلیل ہے یا نہیں؟ امام مالک و احمد بن حنبلؒ اس طرف گئے کہ یہ مستقل دلیل ہے اور وہ مندرجہ ذیل استدلالات سے اپنے مذہب کو مضبوط بناتے ہیں: ﴿ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوا بغير علم﴾²⁵ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے معبودان باطلہ کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ ایک ذریعہ ہے اس بات کا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں غلط باتیں کرنے لگے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے سد الذریعہ اس کو منع فرمایا ہے۔

﴿يا ايها الذين آمنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرونا... الخ﴾²⁶ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کلمہ ”راعنا“ کہنے منع فرمایا، تاکہ یہ یہود کے لیے ذریعہ نہ بن جائے اور وہ آپ ﷺ پر سب و شتم کریں، کیونکہ ان کی زبان میں ”راعنا“ کا کلمہ سب و شتم کے لیے بھی استعمال ہوتا تھا۔

ترمذی شریف میں روایت ہے: الحلال بين والحرام بين، و بينهما مشتبہات... الخ²⁷

اسی طرح علامہ ابن رشد اپنی کتاب ”المقدمات“ میں فرماتے ہیں: ان ابواب الذرائع في الكتاب و السنة يطول ذكرها و لا يمكن حصرها.²⁸

علامہ ابن القیمؒ نے ”اعلام الموقعین“ میں ذرائع کے حرام ہونے اور سد الذرائع پر ننانوے مثالیں پیش کی ہیں جو کہ صرف کتاب و سنت سے ہیں۔²⁹ چونکہ ذرائع میں قصد کا اعتبار نہیں ہوتا، بلکہ نتائج کو دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے، اس لیے علامہ شاطبیؒ نے نتائج کے اعتبار سے ذرائع کی چار قسمیں بیان کی ہیں:

پہلی قسم: پہلی قسم وہ ہے جس کے ذریعے مفسدہ واقع ہونا یقینی ہو، پھر اس میں دو وجہیں ہیں: یا تو فاعل غیر کو ضرر پہنچایا جاتا ہے، یا پھر اس کی کوتاہی کی وجہ سے غیر کو ضرر پہنچ رہا ہوتا ہے، دونوں صورتوں میں یہ ناجائز ہے اور سد الذریعہ اس سے منع کیا جائے گا، اس کی مثال ”حفر البئر في قارة الطريق“ ہے، راستے کے درمیان ایسی جگہ کنواں کھودنا جہاں سے لوگوں کا اس سے بچنا ممکن نہ ہو، جیسے اندھیرے کی جگہ میں کھود دینا وغیرہ۔

دوسری قسم: دوسری قسم وہ ہے جس میں مفسدہ کا واقع ہونا نادر ہو، اس کو منع نہیں کیا جائے گا، بلکہ اپنی حالت پر جائز رہنے دیا جائے گا، کیونکہ جب مصالح غالب ہوں تو ندرت کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، جیسے (حفر البئر في ارض نفسه)، اپنی زمین میں کنواں کھودنا، اگرچہ اس میں بھی مفسدہ ہو سکتا ہے، لیکن نادر ہے۔

تیسری قسم: تیسری قسم وہ ہے جس میں مفسدہ غالب الوقوع ہو، اس کو بھی ممنوع قرار دیا جائے گا، اس کی تین وجوہات ہیں: پہلی وجہ تو یہ ہے کہ احکام میں ظن غالب کو علم اور یقین کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ذرائع کے اندر جو منصوص ذرائع ہیں، ظن غالب والے ذرائع کو ان پر قیاس کرنا واجب ہے، جیسا کہ سب الابوین کو سب معبودان باطلہ والے ذریعے پر قیاس کیا گیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعاون علی الاثم و العدوان ہے، لہذا ان تین وجوہات کی بناء پر اس سے منع کیا جائے گا۔
چوتھی صورت: چوتھی صورت وہ ہے جس میں مقصود کثیر الوقوع تو ہو، لیکن غالب نہ ہو، اور اس کی مثال کے طور پر بیوع الآجال کے مسائل کا حوالہ دیا ہے۔

اور اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ بیوع الآجال کی اجازت ہونی چاہیے، کیونکہ نفی کے لیے اصل چیز ”علم“ ہے، وہ یہاں موجود نہیں اور پھر اس کے قائم مقام ”ظن غالب“ ہے، وہ بھی نہیں ہے، اس صرف مفسدہ کے وقوع یا عدم وقوع کا احتمال رہ جاتا ہے اور بغیر کسی دلیل کے وقوع یا عدم وقوع کو راجح نہیں کر سکتے، لہذا جب تک کوئی دلیل قائم نہ ہو، تب تک اس کی اجازت ہونی چاہیے، ہاں اگر مفسدہ کے وقوع پر دلیل قائم ہو جائے تو پھر منع حتمی ہو گا۔

مزید فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نے اس کو سد الذرائع میں شمار کیا ہے، کیونکہ قصد ایک باطنی چیز ہے، اس لیے اگر اس میں مفسدہ کثیر ہے تو غالب بھی ہو سکتا ہے، لہذا احتیاط کو مد نظر رکھتے ہوئے امام مالکؒ نے اس کو ”سد الذرائع“ میں داخل کر کے منع کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔³⁰

والنہدۃ فیہ: خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مالکیہ اور حنابلہ ”سد الذرائع“ کو مستقل دلیل فقہی مانتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سد الذرائع کا حکم: امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ سد الذرائع کو مستقل فقہی دلیل نہیں کہتے، وہ فرماتے ہیں کہ ذرائع تو وسائل کے درجے میں اور وسائل میں شدید اضطراب ہے، کبھی وسائل حرام ہوتے ہیں، کبھی واجب، کبھی مکروہ، کبھی مندوب اور کبھی مباح اور مصالح و مفاسد کی قوت، ان کے ضعف اور وسیلے کے مخفی اور ظاہر ہونے کے اعتبار سے ان کے مقاصد مختلف ہوتے رہتے ہیں، جب اس کے اندر اتنی جہتیں ہیں تو پھر کلی طور پر اس کے معتبر ہونے یا کلی طور پر اس کے لغو ہونے کا قول نہیں کیا جاسکتا، اس لیے مطلقاً اس کو دلیل فقہی نہیں کہا جاسکتا، بلکہ ان کے مقاصد کے اعتبار سے ان پر حکم لگایا جائے گا۔

لہذا مذکورہ دونوں مذہبوں میں ذرائع کو مطلقاً ممنوع قرار نہیں دیا گیا، بلکہ مقاصد کا اعتبار کیا گیا ہے جہاں مقاصد مذموم ہوں، وہاں منع سے اور جہاں محمود یا غیر مذموم ہوں تو وہاں اجازت بھی دی گئی ہے، اس صورت میں یہ حضرات انہیں دلائل سے استدلال کرتے ہیں جن میں مالکیہل نے استدلال کیا اور وہ دلائل مقاصد مذموم ہونے کی صورت پر محمول کرتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو³¹۔

احنافؒ کے نزدیک سد الذرائع کی مثالیں: بہت سے مسائل ایسے ہیں جن سے احنافؒ نے سد الذرائع کے طور پر ان سے منع کیا ہے، اگرچہ ان کا ثبوت بعض جگہ قرآن و سنت سے بھی ہے، لیکن ان میں علت سد الذرائع ہی ہے، جیسا کہ قاتل کا وارث نہ ہونا، اور جیسا کہ ”بدائع الصنائع“ میں ایک جماعت کو ایک شخص کے بدلے میں قصاص قتل کرنے کی یہی علت بیان کی گئی ہے۔

مالکیہ میں امام قرانیؒ کی تقسیم: مالکیہ میں سے علامہ قرانیؒ نے ذرائع الی الفساد کی تقسیم کی ہے جو کہ اعتدال پسندی سے ذکر کی گئی ہیں اس لئے ہم ان کا تذکرہ ذیل میں کرتے ہیں:

ذرائع الی الفساد تین قسم پر ہیں:

پہلی قسم: پہلی قسم وہ ہے جس کے سد اور منع پر امت کا اتفاق ہے، جیسے راستے میں کنواں وغیرہ کھودنا۔

دوسری قسم: دوسری قسم وہ ہے جس کے عدم منع اور عدم السد پر امت کا اتفاق ہے، جیسے انگور کی کاشت پر اس وجہ سے پابندی لگا دینا کہ کہیں لوگ اس سے شراب نہ بنانے لگ جائیں۔

تیسری قسم: تیسری قسم وہ ہے جس میں عدم منع اور منع اور عدم السد اور السد میں علمائے امت کا اختلاف ہے، جیسے بیوع الآجال وغیرہ³²۔

”خلاصہ بحث“

مذہب اربعہ میں اگر ذرائع کے انسداد کے لیے فقہاء نے جو وجوہ بیان فرمائی ہیں، یعنی ”ذریعة الی الممنوع“ ہونا، اگر اس کو دیکھا جائے تو حقیقت میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہ جاتا، بلکہ جو ذرائع وسائل الی الحرمة ہوں، وہ سب کے نزدیک ناجائز ہیں اور ان سے منع ہے اور ان کا انسداد کیا جائے گا۔

البتہ جو ذرائع ”وسائل الی الفرار من الحرام“ ہیں، ان کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں اور اسی کو دیگر فقہاء کرام ”فتح الذرائع“ کے عنوان سے موضوع بحث بناتے ہیں اور سمیل الجواز بھی اسی کا نام ہے، البتہ اختلاف کی بات صرف یہ رہ جاتی ہے کہ سد الذرائع مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں مستقل دلیل فقہی ہے، جبکہ احناف اور شوافع کے ہاں یہ مستقل دلیل نہیں ہے، بلکہ ان کے مقاصد کا اعتبار ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حوالہ جات:

1. محمد الدین أبو طاهر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی (المتوفی: 817ھ)، القاموس المحیط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بیروت - لبنان الطبعة: الثامنة، 1426ھ - 2005م)، ص 1278
- أحمد بن محمد بن علي الفيومي ثم الحموي، أبو العباس (المتوفى: نحو 770ھ)، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ص 157
- مجلة مجمع الفقه الإسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامي بمكة، المؤلف: تصدر عن منظمة المؤتمر الإسلامي بمكة، ص 9 / 1436
- أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب بن وارث التجيبي القرطبي الباجي الأندلسي (المتوفى: 474ھ)، الإشارة في أصول الفقه، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1424ھ - 2003م، ص 80
- أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى: 520ھ)، المقدمات الممهدات، الناشر: دار الغرب الإسلامي الطبعة: الأولى، 1408ھ - 1988م، ص 2 / 198

- أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671 هـ) الجامع لأحكام القرآن، الناشر: دار عالم الكتب، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: 1423 هـ / 2003 م، ص 2 / 57
- الموافقات لإمام الشاطبي: 4 / 198 (إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفى: 790 هـ) الناشر: دار ابن عفان الطبعة: الطبعة الأولى 1417 هـ / 1997 م)
- مجلة مجمع الفقه الإسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامي بمكة، المؤلف: تصدر عن منظمة المؤتمر الإسلامي بمكة، ص 9 / 1587
- أحمد بن علي الرازي الجصاص أبو بكر، أحكام القرآن، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، 1405، ص 3 / 176
- محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422 هـ)، باب لا يذاب شحم الميتة حديث: 2071
- علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587 هـ)، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الثانية، 1406 هـ - 1986 م، ص 5 / 35
- سورة ص: 44
- محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422 هـ)، ص 1 / 426
- محمد تقى عثمانى، غير سودى بينكارى، ناشر: مكتبه معارف القرآن كراچی، جمادى الاولى 1430، مئی 2009، ص: 161
- سليمان بن عمر بن منصور العجلي الأزهرى، المعروف بالجمال (المتوفى: 1204 هـ) فتوحات الوهاب بتوضيح شرح منهج الطلاب المعروف بمحاشية الجمل الناشر: دار الفكر الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، ص 3 / 507
- اشترك في تأليف هذه السلسلة: الدكتور مصطفى الحزن، الدكتور مصطفى البغا، علي الشربجي [الفقه المنهجي على مذهب الإمام الشافعي رحمه الله تعالى]، ناشر: دار القلم للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق الطبعة: الرابعة، 1413 هـ - 1992 م ص: 8 / 197
- أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي، تحفة المحتاج في شرح المنهاج، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى بمصر لصاحبها مصطفى محمد الطبعة: بدون طبعة عام النشر: 1357 هـ - 1983 م ص 4 / 290
- ايضاً 4 / 43
- شمس الدين محمد بن عبد الله الزركشي المصري الحنبلي (المتوفى: 772 هـ)، شرح الزركشي، الناشر: دار العبيكان الطبعة: الأولى، 1413 هـ - 1993 م، ص: 2 / 459
- ايضاً 2 / 334
- ايضاً 3 / 259
- محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422 هـ)، ص 2 / 808
- إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفى: 790 هـ)، الموافقات للشاطبي، الناشر: دار ابن عفان الطبعة: الطبعة الأولى 1417 هـ / 1997 م، ص 3 / 124-127
- الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، الطبعة: (من 1404 - 1427 هـ)، ص: 24 / 276
- سورة الانعام، آيت: 108
- سورة النور: 104

- محمد بن عیسیٰ بن سورة بن موسى بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (المتوفی: 279ھ)، الجامع الكبير - سنن الترمذی، الناشر: دار الغرب الإسلامي - بیروت، سنة النشر: 1998 م، ص 4 / 668
- أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفی: 520ھ)، المقدمات الممهدات، الناشر: دار الغرب الإسلامي الطبعة: الأولى، 1408 هـ - 1988 م، ص 2 / 200
- محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفی: 751ھ)، إعلام الموقعين عن رب العالمين، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1411 هـ - 1991 م، ص 3 / 108، 109
- إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفی: 790ھ)، الموافقات للشاطبي، الناشر: دار ابن عفان الطبعة: الطبعة الأولى 1417 هـ / 1997 م، ص 3 / 54
- أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (المتوفی: 794ھ)، البحر المحیط في أصول الفقه، الناشر: دار الكتب، الطبعة: الأولى، 1414 هـ - 1994 م، ص 7 / 358
- أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي الشهير بالقراي (المتوفی: 684ھ)، الفروق = أنوار البروق في أنواء الفروق، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، ص 2 / 32

متفرق حوالہ جات:

1. محمد تقی عثمانی، فقہ البیوع، ناشر مکتبہ معارف القرآن، کراچی
Muhammad Taqi Usmani, Fiqhul Buyuu, Publisher Ma'ariful Qur'an, Karachi.
2. محمد تقی عثمانی، توثیق الدیون، مکتبہ معارف القرآن، کراچی
Muhammad Taqi Usmani, Totheeq ud Duiyoon, Publisher Ma'ariful Qur'an, Karachi.
3. محمد حسین خلیل خیل، آسان فقہ المعاملات، مکتبہ الحجاز، کراچی
Muhammad Husain Khalil Khel, Asaan Fiqhul Muamlaat, Publisher Maktabatul Hijaz, Karachi.
4. محمد تقی عثمانی، غیر سودی بینکاری، مکتبہ معارف القرآن، کراچی
Muhammad Taqi Usmani, Ghair Soodi Bankari, Publisher Ma'ariful Qur'an, Karachi.
5. Muhammad Taqi Usmani, An introduction to Islamic Finance, Maktaba Ma'ariful Quran, Karachi.
6. Mahmood El Gamal, Islamic Finance Law, Economics, and Practice, Cambridge University Press, New York, 2006.

¹ مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادی (المتوفی: 817ھ)، القاموس المحيط: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان الطبعة: الثامنة، 1426 هـ - 2005 م، ص 1278

² أحمد بن محمد بن علي الفيومي ثم الحموي، أبو العباس (المتوفی: نحو 770ھ)، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ص 157

- ³ مجله مجمع الفقه الاسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الاسلامي بجدة، المؤلف: تصدر عن منظمة المؤتمر الاسلامي بجدة، ص 9 / 1436
- ⁴ أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب بن وارث التجيبي القرطبي الباجي الأندلسي (المتوفى: 474هـ)، الإشارة في أصول الفقه، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1424 هـ - 2003 م، ص 80
- ⁵ أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى: 520هـ)، المقدمات المهمات، الناشر: دار الغرب الإسلامي الطبعة: الأولى، 1408 هـ - 1988 م، ص 2 / 198
- ⁶ المؤلف: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671 هـ)، الجامع لأحكام القرآن الناشر: دار عالم الكتب، الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة: 1423 هـ / 2003 م، ص 2 / 57
- ⁷: (إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفى: 790هـ)، الموافقات لامام الشاطبي، الناشر: دار ابن عفان الطبعة: الطبعة الأولى 1417هـ / 1997م)، ص 4 / 198
- ⁸ مجله مجمع فقه الاسلامي 9 / 1587 (مجله مجمع الفقه الاسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الاسلامي بجدة، المؤلف: تصدر عن منظمة المؤتمر الاسلامي بجدة،)
- ⁹ أحمد بن علي الرازي الجصاص أبو بكر، أحكام القرآن، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، 1405، ص 3 / 176
- ¹⁰ محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422هـ، باب لا يذاب شحم الميتة حديث: 2071
- ¹¹ علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ)، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الثانية، 1406 هـ - 1986 م، ص 5 / 35
- ¹² سورة ص: 44
- ¹³ محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422هـ، ص 1 / 426
- ¹⁴ مفتي تقى عثمانى، غير سودى بينكارى، ناشر: مكتبه معارف القرآن كراچی جمادى الاولى 1430- مئی 2009، ص: 161
- ¹⁵ سليمان بن عمر بن منصور العجيلي الأزهرى، المعروف بالجمال (المتوفى: 1204هـ) فتوحات الوهاب بتوضيح شرح منهج الطلاب المعروف بمناشئة الجمال الناشر: دار الفكر الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، ص 3 / 507
- ¹⁶ اشترك في تأليف هذه السلسلة: الدكتور مصطفى الحزن، الدكتور مصطفى البغا، علي الشربجي الفقه المنهجي على مذهب الإمام الشافعي رحمه الله، الناشر: دار القلم للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق الطبعة: الرابعة، 1413 هـ - 1992 م، ص: 8 / 197
- ¹⁷ أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي، تحفة المحتاج في شرح المنهاج، الناشر: المكتبة التجارية الكبرى بمصر لصاحبها مصطفى محمد الطبعة: بدون طبعة عام النشر: 1357 هـ - 1983 م، ص 4 / 290
- ¹⁸ ايضاً 4 / 43
- ¹⁹ شمس الدين محمد بن عبد الله الزركشي المصري الحنبلي (المتوفى: 772هـ)، شرح الزركشي، الناشر: دار العبيكان الطبعة: الأولى، 1413 هـ - 1993 م، ص: 2 / 459
- ²⁰ ايضاً 2 / 334

- ²¹ ایضاً 3 / 259
- ²² محمد بن إسماعیل أبو عبد الله البخاري الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422 هـ، ص 2 / 808
- ²³ إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفى: 790 هـ)، الموافقات للشاطبي، الناشر: دار ابن عفان الطبعة: الطبعة الأولى 1417 هـ / 1997 م، ص 3 / 124-127
- ²⁴ الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، الطبعة: (من 1404 - 1427 هـ)، ص: 24 / 276
- ²⁵ سورة الانعام، آيت: 108
- ²⁶ سورة النور: 104
- ²⁷ محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279 هـ)، الجامع الكبير - سنن الترمذي، الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت، سنة النشر: 1998 م، ص 4 / 668
- ²⁸ أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى: 520 هـ)، المقدمات الممهدات، الناشر: دار الغرب الإسلامي الطبعة: الأولى، 1408 هـ - 1988 م، ص 2 / 200
- ²⁹ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751 هـ)، إعلام الموقعين عن رب العالمين، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1411 هـ - 1991 م، ص 3 / 108، 109
- ³⁰ إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفى: 790 هـ)، الموافقات للشاطبي، الناشر: دار ابن عفان الطبعة: الطبعة الأولى 1417 هـ / 1997 م، ص 3 / 54
- ³¹ أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بھادر الزركشي (المتوفى: 794 هـ)، البحر المحيط في أصول الفقه، الناشر: دار الكتيبي، الطبعة: الأولى، 1414 هـ - 1994 م، ص 7 / 358
- ³² أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن المالكي الشهير بالقرافي (المتوفى: 684 هـ)، الفروق = أنوار البروق في أنواء الفروق، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، ص 2 / 32



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).